126316 ـ ملازمت كرنے والى بيوى كا نفقہ خاوند كے ذمہ اور بيوى كا تنخواہ كا مسئلہ

سوال

ميں ملازمت كرتى ہوں اور مكمل ڈيوٹى ادا كرتى ہوں اس ليے ميرى جتنى بھى آمدنى ہوتى ہے ميں اپنے لباس اور جوتے اور صفائى وغيرہ كى اشياء پر صرف كرتى ہوں، ليكن گھر كا كرايہ اور بجلى وغيرہ كے بل اور كچھ دوسرے امور خاوند ادا كرتا ہے.
ميں يہ معلوم كرنا چاہتى ہوں كہ خاوند كو كن اشياء ميں خرچ كرنا واجب ہے ؟
آيا اگر ميرا لباس پھٹا ہوا تو خاوند كو مجھے لباس لا كر دينا واجب ہے ؟
ميرا خاوند كہتا ہے كہ اگر تم چاہتى ہو كہ سارا خرچ ميں ہى برداشت كروں تو پھر ملازمت چھوڑ كر گھر بيٹھ جاؤ كيا اس كى بات صحيح ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سوال نمبر (3054) كے جواب ميں ہم كتاب و سنت اور اجماع كے كافى دلائل بيان كر چكے ہيں جن سے ثابت ہوتا ہے كہ خاوند كے ذمہ بيوى كا نان و نفقہ واجب ہے، اور يہ نفقہ خاوند كى وسعت اور استطاعت كے مطابق ہوگا، اور يہ بھى بيان ہوا ہے كہ خاوند كے ليے جائز نہيں كہ وہ بيوى كو اپنا خرچ خود برداشت كرنے كا ذمہ دار ٹھرائے، چاہے بيوى مالدار اور غنى بھى ہو، ليكن اگر بيوى اپنى مرضى سے اپنا خرچ خود كرتى ہے تو كوئى بات نہيں.

بيوى كے نان و نفقہ ميں اس كا گرمى اور سردى كا لباس بھى شامل ہے، اس كا يہ مطلب نہيں كہ لباس ہوتے ہوئے بھى ہر سال گرمى اور سردى كا لباس لے كر ديا جائے، اور ہر موسم ميں لباس خريدا جائے، بعض اوقات تو ايسا بھى ہوتا ہے اس كے پاس جو لباس ہے اس نے وہ زيب تن بھى نہيں كيا ہوتا، اور بعض كو ايك يا دو بار ہى پہنا ہوتا ہے.

اور نہ ہى ايسا ہو كہ لباس اسى صورت ميں لے كر ديا جائے جب لباس بالكل پھٹ جائے اور بوسيدہ ہو، بلكہ حسب ضرورت بيوى كو لباس لے كر دينا ہوگا، اور اس ميں خاوند كى لباس خريد كر دينے كى استطاعت كو مدنظر ركھا جائيگا، تا كہ يہ لباس خريدارى دوسرے معاملات ميں اثرانداز نہ ہو، قرآن مجيد ميں اسے معروف طريقہ يعنى بہتر اور

اچھے طريقه كے الفاظ سے بيان كيا گيا ہے:

فرمان بارى تعالى ہے:

اور جس كا بچہ ہے اس كے ذمہ ان عورتوں كا نان و نفقہ اور ان كا لباس ہے اچھے اور معروف طريقه سے، كسى بھى جان كو اس كى وسعت و طاقت سے زيادہ مكلف نہيں كيا جائيگا البقرة (233).

ابن كثير رحمہ اللہ الخبير كہتے ہيں:

" يعنى جس طرح ان جيسى عورتوں كى علاقے ميں عادت چل رہى ہو، اور اس ميں كوئى اسراف و فضول خرچى اور نہ ہى كوتاہى اور كم درجہ اختيار كيا جائے، بلكہ خاوند مالدارى اور تنگ دستى ميں اپنى استطاعت كے مطابق خرچ كرے " انتہى

ديكھيں: تفسير ابن كثير (1 / 634).

يہاں ہم ايك تنبيہ كرنا چاہتے ہيں كہ ملازمت كرنے والى عورت كو بعض اوقات ايسا لباس چاہيے جو عام عورت نہيں استعمال كرتى؛ كيونكہ وہ ملازمت والى جگہ پر ملازمت كرنے والى دوسرى عورتوں كے سامنے نت نيا لباس زيب تن كرنا چاہتى ہے، اور يہ چيز اس كے خاوند پر اس كے حقوق ميں شامل نہيں، بلكہ يہ عورت كا حق ہے كہ وہ خود مہيا كرے، بلكہ خاوند كے ذمہ وہ لباس ہوگا جو وہ گھر ميں پہنےگى، يا پھر شرعى اور مباح تقريبات وغيرہ ميں خاوند كى اجازت سے جانے كے ليے اسے استعمال كرنا ہوتا ہے، وہ خاوند خريد كر ديگا، اور اس ميں بھى كوئى خاص مقدار مقرر نہيں كى جا سكتى، بلكہ بيوى كى طبيعت اور اس كے ماحول كے مطابق ہو گا كيونكہ ہر عورت كى طبيعت اور ماحول مختلف ہوتا ہے.

دوم:

اگر شادى كے وقت بيوى نے خاوند پر شرط ركھى ہو كہ وہ شادى كے بعد بھى ملازمت كريگى، اور خاوند نے شرط قبول كر لى تو پھر خاوند پر اسے ملازمت جارى ركھنے كى اجازت دينا واجب ہے، ليكن اگر ملازمت كى نوعيت تبديل ہو چكى ہے، يعنى وہ حرام ميں تبديل ہو جائے.

مثلا وہ غير محرم مردوں كے ساتھ مل كر ملازمت كرتى ہو، يا پھر ملازمت ہى حرام ہو مثلا سودى بنكوں ميں يا پھر انشورنش كمپنيوں وغيرہ ميں ملازمت كرنا، اور اسى طرح اگر ملازمت كے ليے سفر كى ضرورت پڑ جائے اور اس كے ساتھ جانے كے ليے كوئى محرم نہ ہو.

اس ليے اگر اس طرح كا معاملہ ہو جائے تو پھر خاوند دخل اندازى كرتے ہوئے اسے ملازمت جارى ركھنے سے منع

کر سکتا ہے، اس صورت میں یہاں شرط کی مخالفت نہیں ہو گی بلکہ خاوند کو شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اسے ایك غیر شرعی عمل سے روك رہا ہے کیونکہ شریعت نے اسے بیوی کا ذمہ دار بنایا ہے.

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جس کسی نے بھی کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو اسے وہ شرط پوری کرنے کا کوئی حق نہیں چاہے وہ سو شرطیں بھی ہوں "

متفق علیہ.

لیکن اگر یہ امور اور اشیاء ملازمت نہ ہوں تو پھر شرط پر عمل کرتے ہوئے خاوند کو اسے روکنے کا حق حاصل نہیں بلکہ شادی کے وقت جس شرط پر موافقت ہوئی تھی وہ پوری کی جائیگی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو معاہدوں کو پورا کیا کرو المآئدۃ (1).

عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" شرطوں میں ان شروط کا تمہیں پورا کرنے کا زیادہ حق ہے جن کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2572) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

رہا ملازمت کرنے والی بیوی کی تنخواہ کا مسئلہ تو یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے، اس سے خاوند کو بیوی کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینے کا کوئی حق نہیں، یہ سب کچھ اس حالت میں ہے جب عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط رکھی گئی ہو جیسا کہ اوپر بیان بھی کر چکے ہیں.

سوم:

اگر بیوی کی ملازمت عقد شادی کے وقت مشروط نہ تھی تو اب خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو اس شرط پر

ملازمت کرنے کی اجازت دے کہ وہ گھریلو اخراجات میں اس کی معاونت کریگی، اور اس میں جس پر خاوند اور بیوی اتفاق کر لیں صحیح ہے؛ کیونکہ بیوی جو وقت ملازمت میں صرف کرتی ہے وہ خاوند کا حق تھا، اس لیے وہ اس کے مقابلہ میں بہتر طریقہ سے معاوضہ لینے کا حق رکھتا ہے.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عقد نکاح کے بعد خاوند کی اجازت سے بیوی کوئی اجرت پر کام نہیں کر سکتی؛ کیونکہ اس سے خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (271).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" انسان کے لیے اپنے اہل و عیال بیوی بچوں پر معروف طریقہ سے خرچ کرنا واجب ہے، چاہے بیوی مالدار بھی ہو تو بھی اس کا نان و نفقہ خاوند پر واجب ہے، اور اگر عقد نکاح میں شرط رکھی ہو کہ وہ تعلیم دیتی اور ٹیچنگ کرتی ہے اور شادی کے بعد خاوند اسے نہیں روکےگا تو اس میں شامل ہے، اور خاوند کو بیوی کی تنخواہ لینے کا حق نہیں ہوگا، بلکہ اس میں سے آدھی یا کچھ بھی تنخواہ کا حصہ لینے کا حقدار نہیں.

کیونکہ جب بیوی نے شادی سے پہلے شرط رکھی ہے تو پھر یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے اور وہ اسے ملازمت کرنے سے منع نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اسے اس کی تنخواہ لینے کا حق ہے یعنی وہ تنخواہ میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، کیونکہ تنخواہ بیوی کا حق ہے.

لیکن اگر عقد نکاح میں ملازمت کی شرط نہیں رکھی گئی، اور شادی کے بعد بیوی کو خاوند ٹیچنگ اور ملازمت سے روک دے تو یہاں خاوند اور بیوی کو حق ہے کہ وہ دونوں ملازمت جاری رکھنے کی صورت میں کوئی اتفاق کرلیں، مثلا خاوند کہے کہ میں اس شرط پر تمہیں پڑھانے کی اجازت دیتا ہوں کہ تم مجھے آدھی یا تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ دیا کروگی، جس پر ان کا اتفاق ہو جائے اس پر عمل کیا جائیگا.

لیکن جب شادی سے قبل شرط رکھی گئی اور خاوند نے شرط قبول کر لی تو پھر خاوند کو شادی کے بعد بیوی کو روکنے کا حق نہیں، اور نہ ہی وہ بیوی کی تنخواہ سے کچھ لے سکتا ہے " انتہی

دیکھیں: شرح ریاض الصالحین (6 / 143 ـ 144).

چہارم:

ہم خاوند اور بیوی کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی کو تجارت میں دو شریکوں کی طرح حساب و کتاب کر کے مکدر اور اجیرن نہ بنائیں! بلکہ وہ تو ايك اسلامی خاندان کی تاسیس میں ايك دوسرے کے شريك ہیں، ان کی شراکت تجارتی نہیں، بلکہ ايك گھرانہ بنانے میں شراکت رکھتے ہیں.

اس لیے خاوند اور بیوی میں اس طرح کے اختلافات کی کوئی گنجائش نہیں، اور نہ ہی انہیں ایسے اختلافات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ عورت راضی و خوشی اپنا مال خرچ کر کے زندگی کے معاملات میں خاوند کی معاونت کرتی رہے، اور اسی طرح خاوند کو بھی بقدر استطاعت بیوی کا مال لینے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ یہ مرد کی قوامیت و نگران ہونے پر سلبی اثر کا باعث بنتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے بیوی پر خرچ کرنے کو مرد کی قوامیت میں شامل کیا ہے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34).

بیوی گھریلو اخراجات میں خاوند کی جو معاونت کرتی ہے، اور خاوند کو جو رقم بطور قرض دیتی ہے مرد کو اس میں فرق کرنا چاہیے، پہلی چیز یعنی بیوی جو گھریلو اخراجات میں اپنی مرضی سے خاوند کی معاونت کرتی ہے اسے اس کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں، کیونکہ اس نے اپنی مرضی سے خرچ کیا ہے، لہذا اس کو رجوع کا حق نہیں، لیکن جو بطور قرض دیا ہے وہ اس کا مطالبہ کر سکتی ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آپ اپنی بیوی کی رضا و خوشی سے اس کی تنخواہ لیں تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بیوی نے بطور تعاون کیا ہو آپ کے لیے اسے لینے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ بیوی نے اپنی خوشی و رضامندی سے کیا ہو اور وہ عقل و رشد رکھتی ہو.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ النساء کے ابتدا میں فرمایا ہے:

تو اگر وہ اس میں سے تمہیں اپنی خوشی سے کچھ دے دیں تو تم خوشی سے کھاؤ .

چاہے یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن اگر آپ کو اس کے خاندان والوں سے کسی قسم کا خدشہ ہو یا بیوی کے واپس مانگنے کا ڈر ہو تو پھر آپ کے لیے اسے بطور احتیاط رسید لکھ دینی چاہیے " انتہی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (20 / 44).

شیخ محمد بن مختار شنقیطی حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی اجرت پر کام یا ملازمت نہیں کر سکتی.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر نگران ہیں النساء (34).

اللہ سبحانہ و تعالی نے مرد کو اپنی بیوی کے معاملات اور امور سرانجام دینے کا کہا ہے.

اس لیے خاوند کو متنبہ رہنا چاہیے؛ کیونکہ خاوند اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے اور اس نے اس کے بارہ میں اللہ کو جواب بھی دیا ہے، اور بیوی اس کی رعایا میں شامل ہوتی ہے، لہذا اگر خاوند دیکھے کہ بیوی کی ملازمت کرنے میں ہی مصلحت پائی جاتی ہے تو وہ اسے اجازت دے اور اس میں اس کی معاونت بھی کرے، خاص کر اس دور میں کتنی ہی نیك و صالح عورتیں تعلیم و تربیت کے لیے کام کرتی ہیں جس میں امت کا بھی بھلا ہے اور اس کا اپنا بھی! مردوں کو عورتوں کے حقوق میں ظلم کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی وہ ان پر ظلم کریں اور ان کے حقوق ضائع بھی مت کریں.

اور جب دیکھے کہ بیوی کو ملازمت سے روکنا اور منع کرنا بیوی کے لیے بہتر ہے، تو وہ روك دے، تو میں عورت کو یہی نصحیت کرتا ہو کہ خاوند کی اطاعت کرتے ہوئے ملازمت مت کرے، اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں جو عورت بھی اللہ سبحانہ و تعالی اور یوم آخرت پرایمان رکھتی اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی اور بات مانتی ہے، خاص کر جب خاوند میں غیرت پائے اور خیر و بھلائی کی محبت دیکھتی ہو، تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی سے اجروثواب کی نیت رکھتے ہوئے خاوند کی بات مان لے تو اللہ سبحانہ و تعالی ایسی عورت کی دنیا و آخرت میں آنکھیں ٹھنڈی کر دےگا.

اس عورت کو چاہیے کہ وہ راضی رہے اور اطاعت کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی کی حکم عدولی مت کرے، بلکہ اس کے حکم پر راضی ہو کر اس پر مطمئن ہو رہے، کیونکہ جو راضی رہتا ہے رضا اسے ہی حاصل ہوتی ہے.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے سمع واطاعت کرنے والے کے لیے تو دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور یہ کامیابی دین و دنیا اور اور آخرت سب کو شامل ہے.

عورت اپنا حال دیکھے کیونکہ جو وقت اور گھڑی اور دن وہ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارتی ہے تو وہ خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں خیر عظیم پائیگی جس کا علم اللہ عزوجل کو ہی ہے.

بہت سارے واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ نیك و صالح عورتوں کو ان کے خاوندوں نے حکم دیا اور انہوں بلا چوں و

چران تسلیم کر لیا، اور کسی کام سے روکا تو وہ رک گئیں اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امر اور نہی میں ان کے لیے خیر عظیم پیدا کر دی جس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے!

اور عورت کے گھر سے نکلنے میں کتنا ہی فتنہ انتظار میں رہتا کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کے خاوند کو بیوی پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ اسے جانے سے روك دیتا، جب وہ باہر جانے سے رك جاتی ہے تو فتنہ سے بچ جاتی ہے.

ہو سکتا ہے وہ جاتی تو خود بھی گمراہ ہوتی اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتی، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر اپنا رحم و کرم کرتے ہوئے اسے سمع و اطاعت کی توفیق سے نواز دیا تو وہ بچ گئی؛ یہ تو مجرب چیز ہے " انتہی

ماخوذ از: شرح زاد المستقنع للشیخ شنقیطی.

واللہ اعلم .